

جناب جنرل (ر) حمید گل صاحب

کفر کیلئے اصل خطرہ۔ نظام مدارس

گذشتہ ماہ ۲ ستمبر ۱۹۹۸ء کو ایک ویو ہونٹل اسلام آباد میں جمعیت العلماء اسلام، اسلام آباد کے زیر اہتمام ”تائید طالبان کانفرنس“ منعقد ہوئی۔ جسکی صدارت جمعیت العلماء اسلام کے قائد حضرت مولانا سمیع الحق صاحب نے فرمائی۔ یہ کانفرنس مقررین اور سامعین کے لحاظ سے ایک تاریخی کانفرنس تھی۔ اس میں ملک کی تمام دینی، سیاسی اور جہادی جماعتوں کے سربراہوں نے شرکت کی۔ جن میں مولانا عبدالستار خان نیازی صدر جمعیت العلماء پاکستان، سابق صدر آزاد کشمیر جناب سردار عبدالقیوم خان، جناب ڈاکٹر اسرار احمد امیر تنظیم اسلامی پاکستان، مولانا محمد اکرم اعوان، امیر تنظیم الاخوان، مرزا جنرل اسلم بیگ سابق چیف آف آرمی سٹاف، افغان سفیر مولانا سعید الرحمان حقانی اور تحریک احتساب اور آئی ایس آئی کے سابق سربراہ جناب جنرل حمید گل، حرکت انقلاب اسلامی افغانستان کے امیر مولانا محمد نبی محمدی، لیبیا کے سفیر محمد مصطفیٰ اھلل اور مولانا نور محمد ایم این اے وغیرہ نے شرکت کی۔ تحریک احتساب کے چیئرمین جنرل حمید گل صاحب نے اس موقع پر مفصل اور مدلل خطاب فرمایا۔ جو طالبان اور نظام مدارس کے بارے میں انتہائی معلومات آفرین ہے، اسی لئے افادۂ عام کیلئے اس کا خلاصہ نذر قارئین ہے۔ (ادارہ)

(ابتدائی کلمات کے بعد) پہلی بات یہ کہ طالبان کون ہیں اور پھر یہ کہ ہمیں ان کی تائید کیوں کرنی چاہیے؟ تو پہلے میں اس موضوع پر بات کرونگا۔ کہ طالبان صدیوں سے موجود ہیں۔ یہ لوگ آج کی پیداوار نہیں ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جو شہاب الدین غوریؒ کے ساتھ آئے تھے پھر محمود غزنویؒ اور احمد شاہ ابدالیؒ کے ساتھ یہی لوگ تمام معرکوں میں شریک رہے اور جب بھی اسی خطے میں بت پرستی کا دور دورہ ہوتا ہے تو یہ بت شکن وہاں سے اٹھتے ہیں اور ان بتوں کو توڑتے ہیں۔ طالبان دراصل نظام مدرسہ کے پیداوار ہیں وہی نظام مدرسہ جس سے آج مغرب لرزہ بر اندام ہے کہ اسکو کسی طریقہ سے برباد کیا جائے، ختم اور ناکام کیا جائے۔ ابھی تو چند جہاد کی یونیورسٹیاں ہیں جس میں اولین جہاد

کی یونیورسٹی دارالعلوم حقانیہ ہے جس کے بہت سے فضلاء طلباء اور نمائندے افغانستان میں موجود ہیں۔ اگر ان جہاد کی یونیورسٹیوں نے پورا اپنے آپ کو عیاں کر دیا جو پاکستان کے اندر پھیلے ہوئے ہیں اور انہوں نے اپنا رخ بدل دیا تو پھر امریکہ کیا پوری دنیا مقابلہ کیلئے آئے تو ان کا مقابلہ نہیں کیے گی۔ یہ نظام مدرسہ ہے کیا؟ یہ بات تاریخی طور پر درست ہے کہ جب اسلام کا ظہور ہوا تو اس وقت مسجدوں میں تعلیم دی جاتی تھی۔ باقاعدہ مدرسہ کا نظام نہیں تھا۔ سب سے پہلا مدرسہ خراسان میں قائم ہوا اور یہ نظام مدرسہ ہی کی وجہ ہے کہ وہاں پر بے شمار احادیث لکھی گئی ہیں خصوصاً صحاح ستہ وغیرہ وہ خراسان کے علاقہ میں لکھی گئی ہیں۔ یہاں جتنے صوفیائے کرام آئے ہیں جیسے داتا صاحب، چشتی، صاحب وغیرہ یہ کہاں سے آئے ہیں۔ تو یہ لوگ وہاں سے آئے ہیں یہ گردیزی یہ گیلانی یہ مغل یہ کہاں سے آئے افغانستان سے آئے۔ تو یہ ایک عجیب لازوال رشتہ ہے یہ تہذیبوں کا بھی رشتہ ہے، دین کا بھی رشتہ ہے۔ زمین کا بھی رشتہ ہے آپ دیکھتے ہیں ہوائیں، پرندے، دریا وہاں سے آتے ہیں۔ نظریات وہاں سے آتے ہیں۔ طالبان وہاں سے آتے ہیں۔ یہی طالبان نظام مدرسہ کے پیداوار ہیں۔ نظام مدرسہ کیا دیتا ہے؟ ایک تو مفت تعلیم دیتا ہے۔ انگریز اور امریکہ سمجھ گیا ہے کہ یہی نظام مدرسہ ہمارا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اور یہ ہمارا اصل دشمن ہے اور یہ اس پر حملہ کرینگے اور پھر ہماری حکومت سے کروائینگے۔ اور ہماری حکومت اس کے لئے فضاء بنا رہی ہے۔ اور ہمیں اس کا مقابلہ کرنا ہے کیونکہ نظام مدرسہ ہمارا اصل اثا ہے۔ نظام مدرسہ آدمی کو بصیرت دیتا ہے دانش دیتا ہے۔ آپ طالبان کو دیکھیں ہمارے حکمران وہ بائیں نہیں کر سکتے جو طالبان کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ سٹوڈنٹس ہیں۔ انہوں نے کس طرح نظام حکومت سنبھالا ہے۔ دعوت و جہاد کے برابر عمل کے ذریعے یعنی دعوت بھی دیتے ہیں اور جہاد بھی لہذا ان کو تائید حاصل ہوگئی۔ طالبان نے افغانستان میں دعوت اور جہاد سے تمام تر فتوحات کیں۔ امریکہ اور دیگر لوگوں کا یہ الزام بے بنیاد ہے کہ طالبان کے ساتھ پاکستان مدد کرتا ہے۔ بھائی پاکستانی فوج کی مدد ہم تسلیم کرینگے لیکن اس وقت کہ وہاں جنگ ہوئی ہو لیکن وہاں تو جنگ ہی نہیں ہوئی وہ تو دعوت اور جہاد کے کمینیشن نے یہ انقلاب رونما کیا کہ وہ دعوت دیتے ہیں۔ اور قوم کی طرف سے پذیرائی ہوتی ہے یہ ہے دانش یہ ہے حکمت کہ جنگ کے بغیر آپ فتح حاصل کر سکتے ہیں۔ یہی ہے فتح مبین، فتح مکہ کی تاریخ جیسے طالبان نے کر کے دکھایا۔ یہ وہی بوریا نشین خاک نشین پھٹے کپڑوں کو پہننے والے لوگ ہیں جو اب رونما ہوتے ہیں۔ روس جب افغانستان میں داخل ہوا تو قوم کے ایک گمراہ حصہ نے اسکی حمایت کی لیکن پھر مدرسہ اور نظام مدرسہ والوں نے یکجا ہو کر اس کا اختتام کر دیا۔ یہ مدرسے صرف وہاں افغانستان میں نہیں ہیں بلکہ

زیادہ مدرسے پاکستان میں ہیں اور اب یہ اٹھتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں استاد اور شاگرد اکٹھے ہو کر۔ استاد کون ہے؟ استاد مولوی محمد نبی محمدی ہے۔ استاد یونس خالص ہے۔ استاد پروفیسر سیاف ہے۔ یہ سارے استاد لیکن ان کے سٹوڈنٹس بھی ہیں اور یہ ملگرمگرم کیساتھ جنگ لڑتے ہیں۔ میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں کہ ایک یہودی افغانستان فلم بندی کیلئے آئے۔ امریکہ کا سی بی ایس ٹیلی ویژن ہے تو وہ آئے فلم بنانے کیلئے۔ اس کا ایک مشہور آدمی ہے اس کا نام ہے ہیلری کنن۔ تو وہ فلم بنارہا تھا افغانستان کے اندر، اس نے ایک چھوٹے بچے کو دیکھا جس کے پاس بندوق تھی اور بندوق اس کے قد سے لمبی تھی۔ تو اس نے اسے بلایا اور اسے کہا کہ اس سے پوچھو کہ یہ کیا کر رہا ہے؟ اس نے کہا میں جہاد کر رہا ہوں۔ تو اس نے کہا کہ پوچھو کہ یہ جہاد کیوں کرنا چاہتا ہے۔ اس نے کہا میں اس لئے جہاد کرنا چاہتا ہوں کہ اپنے دین کیلئے اور وطن کو آزاد کرنے کیلئے۔ تو وہ صحافی بہت گھبرایا اور کہا کہ دیکھو ایک نو سال کے بچے کے ذہن میں ایک وضاحت ہے اور یہ ہے دین کا علم جو مدرسہ دیتا ہے۔ وہ کیا کہہ رہا ہے یہ چیزوں کی حقیقت کو بیان کرتا ہے۔ اس کو علم اور انفارمیشن کی ضرورت نہیں، خبر کی ضرورت نہیں، لہذا یہ وہ معجزہ جو رونما ہوتا ہے۔ جس سے جہاد مکمل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت کے ذریعے سے جہاد و مسلمان افغانستان میں بیدار ہوتا ہے۔ وہ جہاد جو ۱۹۸۲ء میں جو بالکل اپنی آخری حدوں کو پہنچ گیا تھا۔ جب اندلس میں سے ہم ذلیل و خوار ہو کر نکلے تھے۔ تو کیا ہوا تھا۔ جہاد ختم ہوا تھا یعنی ہماری آخری قربانی جنگ جو لڑی وہ ۱۱۹۲ء میں لڑی گئی۔ تو پھر شہاب الدین غوریؒ تشریف لائے وہ اسی ۱۱۹۲ء میں یہاں تشریف لائے۔ تو ۱۹۹۲ء میں جب مجاہدین افغانستان جاتے ہیں تو پھر جہاد کامیاب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے روس کو شکست دے کر جہاد کامیاب ہوتا ہے۔ اب جناب سازشیں شروع ہوتی ہیں اور اقتدار کی کشمکش میں اس کو ڈال کر جو استاد تھے وہ بیڈ کریڈٹ ہو جاتے ہیں۔ طالبان اس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں، سٹوڈنٹس ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔

ع حرم رسوا ہوا پیر حرم کی کم لگائی سے

تو وہ اس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور واپس مدارس کو چلے جاتے ہیں۔ کچھ طالبان اور مجاہدین جو تھے وہ تھوڑی سی لالچ میں آ گئے۔ یا وہ حق نہ دیکھ سکے کسی وجہ سے وہ ان استادوں کے ساتھ رہ گئے۔ پھر یہ طالبان اٹھتے ہیں دین کیلئے، حق کیلئے، جہاد کے ثمرات کو سمیٹنے کیلئے، جس چیز کیلئے انہوں نے قربانی دی اس چیز کیلئے اٹھتے ہیں تو پھر وہ سامنے والے طالبان جو ہیں وہ حقیقت جان جاتے ہیں اور ان کے ساتھ

مل جاتے ہیں۔ اس طریقے سے طالبان کامیاب ہو رہے ہیں۔ طالبان دعوت اور جہاد کے Combination سے کامیاب ہوئے۔ اور مدرسے کی نظام سے۔ اس پر میں کافی گفتگو کر سکتا ہوں مگر وقت کم ہے۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ ہمیں اس کی تائید کیوں کرنی چاہیے؟۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں آپ سب سے یہ پوچھتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب اور مولانا اکرم اعوان کی موجودگی میں کہ کیا طالبان ترقی پسند ہیں یا جارحیت پسند؟۔ یہی اصل سوال ہے۔ ترقی پسند کون ہوتا ہے جو کہ ایک جاری نظام کے سامنے جدوجہد کرتا ہے کیا وہی ترقی پسند نہیں۔ جس وقت کمیونزم اور سوشلزم آیا تھا تو ترقی پسندی کا مفہوم کیا تھا؟ کیا یہ نہیں تھا کہ وہ جاری نظام یعنی کپٹیل ازم، ایمپریل ازم استعمار کے خلاف نبرد آزما ہو۔ لہذا وہ ترقی پسند تھا۔ تو اب اگر وہ کپٹیل ازم اور ایمپریل ازم پھر اپنی نئی آب و تاب کے ساتھ موجود ہے دنیا میں تو اس کے مقابلے میں کون ہے۔ اسلام ہی ہے۔ ترقی پسندی کیا چیز ہے؟ آج اسلام کے عملی طور پر ملانے والے نفاذ کرنے والے طالبان ہیں تو طالبان کون ہیں یہ ترقی پسند ہیں یہ انٹی ایمپریل ازم استعمار کے خلاف ہیں۔ یہ اس کی علامت ہے۔ اس لیے ہی استعمار ان کے خلاف ہیں اور استعمار ان پر حملہ کر رہا ہے۔ امریکہ کو یہی کرنا چاہیے وہ خوفزدہ ہیں۔ اور اس کا خوف ہونا بھی چاہیے۔ اصل بات یہ ہے کہ پوری دنیا کے نظام ختم ہو چکے ہیں خواہ کپٹیل ازم ہو، ایمپریل ازم، مارکس ازم۔ اب یہ ہمارے دست بستہ کھڑے ہیں اور اس کو چیلنج کرنے والی قوت اسلام ہے اور اسلام کی عملی علامت جہاد اور دعوت ہے اور وہ کمال پیدا ہو رہی ہے افغانستان سے ہو رہی ہے لہذا ہم پر لازم ہے کہ ہم اسکی مدد کریں۔ دوسری بات ہے کہ ہم کیوں تائید کریں آپ موازنہ کر لیں جب روس افغانستان میں صادر ہوا۔ تو اس وقت کی حکومت کے صدر بیرک کارمل نے اسے دعوت دی۔ بیرک کارمل کی حکومت کو ہم نے تسلیم نہیں کیا۔ جرنل ضیاء الحق صاحب نے کہا کہ ہم ریگنناؤڈ نہیں کر سکتے۔ تو جب جارحیت کی، روس نے افغانستان کے خلاف ہوئی تو ہمارا رویہ کیا تھا۔ ہم ڈٹ گئے اس وقت امریکی امداد نہیں آئی تھی۔ میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ ایک سال تک کوئی امداد نہیں آئی تھی۔ کھاناؤں کے ساتھ، لاشیوں کے ساتھ انہوں نے جہاد کیا۔ پاکستان نے اس کی مدد کی۔ پاکستان نے کہا کہ یہ ہمارا فرض بنتا ہے۔ جارحیت کا نشانہ بنا ہے ہمارا پڑوسی اسلامی ملک تو آج جسکی حکومت کو ہم ریگنناؤڈ کرتے ہیں۔ طالبان کی حکومت کو ہم تسلیم کر چکے ہیں اور انہوں نے کسی کے خلاف جارحیت بھی نہیں کی۔ کسی کے ساتھ ظلم بھی نہیں کیا۔ صرف اپنے ملک کو سنوارنے کیلئے لڑتے ہیں۔ اس کو بکجا رکھنے کی بات کر رہے ہیں۔ تو آج امریکہ نے جارحیت کی اس کے خلاف۔ اگر امریکہ نے آج جارحیت کی ہے تو ہمارے رویے مختلف کیوں

ہیں؟ آج ہم امریکہ کے خلاف کیوں نہیں کہتے کہ تم نے ایسا کیوں کیا ہے؟ تو آج ہمارا امریکہ کے بارے میں وہ رویہ کیوں نہیں جو ہم نے روس کے بارے میں اپنایا تھا۔ اس لئے کہ حکمران امریکہ کے پھٹو اور اسی اشیر باد کے غنڈے ہیں اور پھر امریکہ نے صرف یہی نہیں کیا کہ ہمارے پڑوسی ملک کے اندر ایک اسلامی ملک کے اندر جو کہ اپنے معاملات کو سنوارنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس کے خلاف جارحیت کی بلکہ پاکستان کے فضائی حدود اور سمندری حدود کی بھی خلاف ورزی کی۔ اس نے ہماری حمیت کو بھی للکارا ہے، مگر یہ راز آخر کھل گیا سارے زمانے پر۔

حمیت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے

آج ہم حمیت دین میں پیچھے ہو گئے ہیں۔ ہم سے مراد قوم نہیں ہے۔ پاکستانی قوم تو الحمد للہ کبھی بھی پیچھے نہیں ہوئی بلکہ ہمارے حکمران حمیت دین سے بالکل نا آشنا ہیں۔ ان کو پتہ بھی نہیں کہ غیرت دین کیا ہوا کرتی ہے۔ جس طرح اہلبیس گھبراتا ہے۔ اس طرح ایک اہلبیس ان کے شوریٰ کے اندر کھڑا ہوا اور کہتا ہے کہ افغانیوں کے غیرت دین کا ہے یہ علاج۔ ملا کو اس کے کوہ دامن سے نکال دو یعنی مدرسے کا نظام ختم کر دو۔ ملا کو نکال دو۔ پھر غیرت دین ختم ہو جائیگی تو پھر سب کچھ ختم جائیگا۔ قویں کبھی بھی بھوک سے نہیں مرا کرتی ہیں۔ یہ بے غیرتی سے مرا کرتی ہیں اور دیکھ بھی لیا آپ بنے کہ افغانستان میں بھوک سے کوئی نہیں مرا، جازوں سے نہیں مرا، بمباروں سے نہیں مرا اور اب یہ کروڑ میزائلوں سے بھی مرے گا۔ لیکن اگر غیرت دین ختم ہوئی تو پھر سب کچھ ختم ہو جائیگا۔ طالبان کی ایک اور وجہ کہ ہمیں کیوں تائید کرنی چاہیے۔ بھائی انہوں نے کیا بگاڑا ہے ہمارا۔ پندرہ سو کلومیٹر باڈر ہے ہمارا ان کے ساتھ ایک ہزار کلومیٹر ایران کے ساتھ ہے۔ چھ سو کلومیٹر ترکمانستان کے ساتھ ہے۔ تاجکستان، ازبکستان اور چین کے ساتھ بھی ملا ہے تو پھر آپ بتائیں کہ چار سال سے یہ لوگ موجود ہیں ہمارے بارڈر کے اوپر تو کیا انہوں نے ہمارے لئے کوئی مشکل پیدا کی تو وہ ملا رکشی جو تھا وہ پاکستانیوں کو لے جاتا تھا پکڑ کر۔ چینیوں کو بھی لے جاتا تھا۔ کیا طالبان نے کوئی گڑبڑ کی، ایران کے ساتھ کوئی گڑبڑ کی، ترکمانستان کے ساتھ کوئی گڑبڑ کی۔ نہیں کسی سے نہیں کی تو پھر جب کوئی گڑبڑ نہیں کی تو پھر کیوں ڈرتے ہو ترکمانستان تو نہیں ڈرتا۔ تاجکستان کو بڑی تکلیف ہے۔ ازبکستان کو بڑی تکلیف ہے۔ ایران بڑا پریشان ہو رہا ہے۔ بھائی بتاؤ کہ انہوں نے کیا کیا ہے تمہارا۔ لیکن چار سال سے وہ ایران کے باڈر کے ساتھ رہے ہیں کیا یہ اس امتحان میں کامیاب نہیں ہوئے۔ اگر ہوئے ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ ان کے ماضی کے رویے سے ان کا مستقبل کا رویہ مختلف ہوگا۔ بات

یہ ہے کہ ان کو افغان قوم کی تائید حاصل ہے۔ کیوں کہ انہوں نے کارنامے بہت انجام دیے ہیں۔ بہت ملکوں نے شکایت کیے۔ وہ مجھے کہتے ہیں کہ یہ انہوں نے کر دیا وہ کر دیا۔ میں نے کہا کہ اس سے خفہ مت ہو اور نہ طالبان سے خفہ ہو۔ خفہ ہو ان گھوڑوں سے جس پر آپ نے شرطیں لگائی تھیں وہ بھاگے نہیں۔ اور جو مال آپ نے ان کو کھلایا تھا وہ انہوں نے طالبان کے حوالے کر دیا۔ اصل میں لوگ افغان قوم کو نہیں سمجھتے ان کی مزاج کو نہیں سمجھتے۔ یہ بڑے عجیب و غریب لوگ ہیں۔ میں نے بہت سے لوگوں سے کہا کہ تم افغانستان کو تقسیم کرنا چاہتے ہو۔ تو تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیا تم کو کوئی ایک افغانی ایسا ملا ہے جو کہتا ہے کہ افغانستان تقسیم ہو جائے تو کہتے ہیں نہیں۔ میں نے کہا کہ کوئی ایسا افغانی ملا ہے جو کہتا ہے کہ ہمیں اسلامی نظام نہیں چاہیے تو کہا نہیں۔ تو پھر میں نے کہا کہ تم اس کے اوپر کیوں مسلط کرتے ہوئے اپنے نظام کو۔ تم تو فنڈ منٹلسٹ ہو۔ اصل فنڈ منٹلسٹی یہ ہے کہ اپنی مرضی کو دوسروں کے اوپر مسلط کرنا چاہے۔ تو تم اپنی مرضی کو دوسری قوم کے اوپر مسلط کرنے چاہتے ہو۔ اور یہ نہیں مانیں گے یہ افغان قوم عین چیزیں کرتے ہیں۔ یہ بیک وقت لڑ رہے ہوتے ہیں۔ تجارت کر رہے ہوتے ہیں اور مذاکرات کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ لازمی تین چیزیں ہیں جو یہ لوگ کرتے ہیں۔ دعوت اور جہاد جو بیک وقت جاری رہتا ہے اور تجارت بھی جاری رہتی ہے۔ آپ نے دیکھا کہ بہت سے لڑائیاں ہوتی ہیں۔ اور یہ لوگ اپنے تمام کام بھی جاری رکھتے ہیں۔ اصل میں بات یہ ہے کہ دنیا کے بیشتر ممالک اور خصوصاً ہمارے علاقے میں غلامی ہمیشہ رہی ہے اور افغانستان نے ہمیشہ آزادی دیکھی ہے اور غلامی دیکھی نہیں۔ لہذا ان کی سوچ ہمیشہ ہم سے مختلف ہے اور ہم ان کو سمجھ نہیں پاتے اور نہ ارد گرد جو ہمسایہ ممالک ہیں وہ سمجھ پاتے ہیں۔ اور ایک اور وجہ بھی ہے۔ پاکستان کے مسائل کیا ہیں۔ افغان سرحد کا مسئلہ ہے ہمارا۔ بلجھتی ہمارا مسئلہ ہے۔ اتحاد ہمارا مسئلہ ہے۔ نا انصافی ہمارا مسئلہ ہے۔ بدگماش لیڈر شپ ہمارا مسئلہ ہے۔ کرپٹ لیڈر شپ ہمارا مسئلہ ہے۔ کیا طالبان نے یہ مسئلے حل نہیں کر دیئے۔ وہ امن بھی لے آئیں ہیں۔ انہوں نے متحد بھی کر دیا قوم کو جس کے اوپر پوری دنیا لگی ہوئی تھی کہ وہ اس کو مگر بڑا کر دے اور جہاں انہوں نے وہ اسلام جو ہماری آئین کے اندر ہے ہماری روح کا مسئلہ ہے۔ کیا انہوں نے اسکو قائم نہیں کر دیا تو کیا پھر ہمارا فرض نہیں بنتا ہے کہ جس نے وہ کام کیا جو ہم کرنا چاہتے ہیں ہم اس کی تائید کریں اور کیا یہ درست نہیں ہے کہ ذرا صل یہ معجزہ ہے نفاذ شریعت کا۔ اتنی جلدی امن کیسے آسکتا ہے۔ امن صرف اس وقت آتا ہے جب انصاف ہو اور حکمران باکردار ہو۔ یہاں پاکستان میں نفاذ شریعت میں ڈنڈی ماری گئی اور کسی ڈنڈماری گئی کہ اس کو نخل کیا۔ ۲۳۹ کو یعنی جو اسلام سے مخالف لوگ ہیں (باقی صفحہ پر)